مفتی ذاکر حسن نعمانی

قانون توہین عدالت کا شرعی تجزیہ

''اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور'' میں لکھا ہے' توہین عدالت (Contempt of Court)

(۱) اس آرٹیکل میں عدالت سے عدالت عظمیٰ یا کوئی عدالت عالیہ مراد ہے۔

(۲) کسی عدالت کو کسی ایسے شخص کو سزا دینے کا اختیار ہوگا جو

(الف) عدالت کی قانونی کاروائی کی کسی طرح مذمت کرے اس میں مداخلت کرے یا مزاحمت کرے یا عدالت کے کسی حکم کی نافرمانی کرے۔

(ب) عدالت کو بدنام کرے یا بصورت دیگر کوئی ایسا فعل کرے جو اس عدالت یا عدالت کے جج کے بارے میں نفرت' تضحیک یا توہین کا باعث ہو۔

(ج) کوئی ایسا فعل کرے جس سے عدالت کے سامنے زیر سماعت کسی معاملے کا فیصلہ کرنے پر مضر اثر پڑنے کا احتمال ہو یا

(د) کوئی ایسا دوسرا فعل کرے جو از روئے قانون توہین عدالت کا موجب ہو۔

شرح میں لکھا ہے لارڈ ہارڈوک کے مطابق توہین عدالت تین طرح کی ہوتی ہے

(۱) عدالت کے بارے میں سکینڈل گھڑنا

(۲) عدالت کے روبرو زیر سماعت کسی مقدمہ کے فریقین کو برا بھلا کہنا

(۳) عدالت کسی مقدمہ کی سماعت سے قبل لوگوں کو اس کے بارے میں بدگمان کرنے (ص ۲۷۰)

اسی طرح لکھا ہے توہین عدالت کے قانون کا اطلاق صرف عدالتی کاروائیوں پر نہیں ہوتا بلکہ اس کا اطلاق عدالت کی انتظامی کاروائیوں پر بھی ہوتا ہے (پی ایل ڈی ۱۹۶۴ لاہور)

یہ بھی لکھا ہے 'یہ درست ہے کہ جج کا عدالتی فعل تنقید سے بالاتر نہیں ہے اس۔ لئے عوام الناس نیک نیتی سے عدالتی افعال پر رائے زنی کرسکتے ہیں لیکن یہ حق بدنیتی سے استعمال نہیں کرنا چاہیے اس۔ لئے اگر کوئی شخص عدالت کے روبرو ایسا رویہ اختیار کرے جو عدالت کے وقار کے منافی ہو تو یہ نیک نیتی سے تنقید نہ ہوگی۔ (پی ایل ڈی ۱۹۷۲ء سپریم کورٹ) توہین عدالت کے قانون کے بنیادی مقاصد دو ہیں:

(۱) لوگوں کے دلوں میں عدالتوں کی عظمت اور انصاف پسندی کے جذبات کو پروان چڑھانا

(۲) جج صاحبان کو ناجائز اور بیجا تنقید سے محفوظ کرنا تاکہ وہ بلاخوف وخطر اپنے فرائض انجام دے سکیں۔ (ص ۲۷۱)

مزید یہ لکھا ہے عام قانون یہ ہے کہ کوئی شخص بیک وقت مستغیث اور جج نہیں بن سکتا تاہم توہین عدالت کے سلسلہ میں اس اصول کے مطابق عمل نہیں کیا جاتا' کیونکہ جس عدالت کی توہین کی جائے وہی عدالت توہین عدالت کے مرتکب شخص کے خلاف کروائی کرسکتی ہے محض معافی مانگ لینے کی بنا پر توہین عدالت کے مرتکب شخص کو بطور حق معاف نہیں کیا جاسکتا اور عدالت غیر مشروط معافی نامہ کو بھی قبول کرنے سے انکار کرسکتی ہے۔توہین عدالت کے مرتکب شخص کو معافی دینا یا نہ دینا عدالت کی صوابدید پر ہے' عدالت عظمیٰ صرف یہ دیکھ سکتی ہے کہ آیا عدالت عالیہ نے معافی دینے سے انکار کرنے میں غیر ضروری سختی سے تو کام نہیں لیا۔(پی ایل ڈی ۱۹۷۱ء سپریم کورٹ' ص ۲۷۴)

توہین عدالت کا لفظی تجزیہ:

پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ توہین عدالت ہے کیا چیز؟ توہین کا مادہ وھن ہے کسی کام' عمل' بدن یا اخلاق میں ضعف اور کمزوری کو کہتے ہیں اس قانون میں توہین اکرام کی ضد ہے جس کا معنی ذلت ہے' توہین کا معنی ہوا کسی کو ذلیل کرنا' جس میں حقارت کا معنی بھی موجود ہے۔ارشاد باری ہے:

ومن یھن اللہ فما لہ من مکرم　اور جس کو اللہ ذلیل کرے اسے کوئی نہیں عزت دینے والا (الحج)

عدالت عدل سے ہے اس کا معنی ہے انصاف۔عدالتوں میں لوگوں کو انصاف ملتا ہے اسی لئے وہ عمارت جہاں لوگوں کے جھگڑوں کے فیصلے ہوتے ہیں عدالت کہلاتی ہے۔قانون توہین عدالت کے آرٹیکل کی شقوں کو دیکھا جائے تو یہ قانون چند چیزوں کا مجموعہ ہے اور ان تمام چیزوں کے ساتھ اس قانون کا تعلق ہے۔جج اور عدالت۔ اگر عدالت سے مراد جج کا فیصلہ اور انصاف ہے تو پھر کہا جائے گا کہ ملزم یا کسی اور نے فیصلہ اور انصاف کی توہین کی ہے اگر عدالت سے مراد کمرہ یا عمارت عدالت مراد ہے تو دیکھنا ہوگا کہ عدالت کی جگہ مسجد ہے یا نہیں اگر عدالت یا فیصلوں کی جگہ مسجد ہے تو پھر مسجد قابل احترام جگہ ہے۔شعائر اللہ سے ہے اس کی توہین گناہ ہے اگر فیصلوں کی جگہ مسجد نہیں کوئی عمارت ہے تو پھر اس کا تقدس مسجد کی طرح نہیں ہوسکتا۔اس لئے کہ آداب المساجد پر علمائے کرام نے کتابیں لکھی ہیں مسجد ایک مقدس اور متبرک مقام ہے اور بھی مقدس مقامات ہیں مثلاً قدس کے شہر' طور سینا اور بلد امین (مکہ مکرمہ) اللہ تعالیٰ نے قسمیں کھائی ہیں۔بعض مقامات انتہائی متبرک ہوتے ہیں مثلاً مدینہ منورہ' امام مالکؒ مدینہ منورہ کے حدود سے باہر نکل کر قضاء حاجت پوری کرتے تھے کمرہ عدالت یا عمارت صحیح شرعی اور مبنی بر انصاف فیصلوں اور اسلامی قضاۃ کا مسکن ہونے کی وجہ سے متبرک ہوسکتی ہے لیکن مسجد اور دیگر مشہور و منصوص متبرک اور مقدس مقامات کا درجہ حاصل نہیں کرسکتی جس کی توہین کوئی بڑا گناہ بن جائے زیادہ سے زیادہ بے ادبی کہہ سکتے ہیں لیکن یہ بات بھی یاد رہے کہ مجرم ملزم یا کوئی اور شخص عدالت کی عمارت کی کبھی بھی توہین نہیں کرتا اس کو معلوم ہے کہ عمارت تو ایک بے جان چیز ہے اس کا کیا قصور ہے۔توہین یا جج کی کرے گا اس لئے کہ فیصلہ کرنے والا اور سنانے والا جج اور قاضی ہے یا پھر فیصلہ کی خلاف ورزی یا توہین کرے گا کیونکہ فیصلہ عموماً اور طبعاً ناگوار ہوتا ہے۔اسلئے طبیعت کو شریعت کے تابع کرکے فیصلہ کے سامنے سر تسلیم ختم

کرنا ہوتا ہے۔ لہذا توہین عدالت کے قانون میں دو چیزیں نکل آئیں جج اور فیصلہ کی توہین۔ قانون کے نزدیک جو قول اور فعل توہین کے زمرہ میں آئیگا اسکی رجع ان ہی دو کی طرف ہوگی لہذا جج اور فیصلہ کی حیثیت پر بحث ضروری ہے۔

(ا) **جج** : شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں شعائر اللہ چار ہیں اللہ' بیت اللہ' کلام اللہ' رسول اللہ۔ اس کے علاوہ بھی دینی شعائر ہیں مثلاً مسجد' داڑھی' علماً کرام وغیرہ۔ شعائر اللہ کی توہین بعض اوقات نا قابل معافی جرم بن جاتا ہے۔ مثلاً عیاذ باللہ کسی نے رسول اللہ ﷺ کی توہین کی تو واجب القتل ہے اس کے ساتھ کسی قسم کی رعایت نہیں کی جا سکتی' موجودہ عدالتوں کے جج کا شمار شعائر اللہ میں نہیں ہوتا۔ ہاں اگر جج عالم ہے تو پھر اس کی توہین قابل تعزیر جرم ہے۔ اگر عالم نہیں ہے تو ہر مسلمان واجب الاکرام ہے۔

کسی بھی مسلمان کی توہین جائز نہیں خواہ جج ہو یا کوئی اور شخص ہو اس میں یہ ضروری نہیں کہ جج ہو تو توہین کا پہلو نکل سکتا ہے ورنہ نہیں بلکہ توہین کا پہلو ہر مسلمان کے لئے نکل سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کسی پاک دامن مرد یا عورت پر زنا کا صریح الزام لگا کر کوئی ثابت نہ کر سکے لہذا اب اگر مقذوف مطالبہ کرے تو الزام لگانے والے کو اسی کوڑے لگائے جائیں گے اس لئے کہ الزام لگانے والے نے ایک مسلمان کی عزت کو داغ دار بنا کر توہین کی ہے اگر کوئی مجرم سزا سننے کے بعد جج کو برا بھلا کہے کوئی گالی دے تو ایک اخلاقی جرم ہے جج کو چاہیے کہ معاف کر دے یا کوئی دوسری عدالت اس کو تعزیری سزا دے لیکن یہ اس وقت ہے کہ جج کی حیثیت شرعی قاضی کی ہو اور فیصلہ شریعت کے مطابق کیا ہو کیونکہ مجرم نے قاضی صاحب جو ایک صاحب حیثیت شخصیت تھی اس کو مجروح کر دیا' ھدایہ میں ہے قبل ان کان المسوب من الاشراف کا لفقھاء و العلویة یعذر جس کو گالی دی ہے اگر وہ اشراف میں سے ہے جیسے فقہا اور سادات تو گالی دینے والے کو تعزیری سزا دی جائے۔

لیکن موجودہ عدالتی نظام میں ایسی صورت حال پیش آ جائے تو جج خود ہی مدعی' خود ہی گواہ اور خود ہی عدالت بن جاتا ہے حالانکہ یہ بالکل غیر معقول اور غیر شرعی بات ہے جبکہ موجودہ عام قانون کے مطابق کوئی شخص مستغیث (فریادرس) اور جج نہیں بن سکتا۔ لیکن توہین عدالت کے قانون میں یہ استثناء موجود ہے کہ جج خود مستغیث اور جج بن سکتا ہے ایسی صورت میں جج میں ذاتی انتقام کا جذبہ ہوتا ہے توہین عدالت کا مرتکب اگر معافی نہ مانگے تو جج اس کو معاف نہیں کرتا' حالانکہ جج کو چاہیے کہ اس کو معاف کر دے اس لئے کہ جج کی بے عزتی ہوئی ہے اگر جج کا ذاتی انتقام نہیں تو مجرم سے یہ کیوں کہتا ہے کہ جب تک معافی نہ مانگو معاف نہیں کروں گا اس وقت جیل میں ڈال دیتا ہے کئی ججوں کے ایسے واقعات مشہور ہیں انگریزوں کے دور میں ہندو ہری کشن لال گابا کو ایک انگریز چیف جسٹس ینگ نے اس وقت تک قید میں رکھنے کا حکم دیا تھا جب تک وہ ان سے معافی طلب نہ کرے لیکن ہندو نے معافی نہ مانگی اس کا خیال تھا کہ انگریز جج ایک اچھا انسان نہیں' ہندو ہری کشن لال گابا قید میں ہی مر گیا۔ کبھی اس قانون کے تحت ظالمانہ سزا دی جاتی ہے جسٹس شوکت علی نے ایک مرتبہ چند ججوں کے کردار کو سخت ترین تنقید کا نشانہ بنایا اس کی سزا یہ ملی کہ تمام جائداد کی قرقی کا حکم دیا

گیا۔ انہوں نے فوراً معافی طلب کرلی (خبریں مارچ ۹۵) قاضی ابوالموافق سیف بن جابر نے ایک شخص کو توہین عدالت کے جرم میں قید کردیا کیونکہ اس نے قاضی کو کمرہ عدالت میں گالی دی تھی۔ سلیمان بن ابی شیخ جو اس وقت کے بڑے عالم تھے قاضی صاحب سے کہا کہ تم نے اس شخص کو اپنی ذات کے انتقام میں قید کیا ہے تم اس کو عدالت سے باہر نکلوادیتے تو کافی تھا۔ (القضاء والقضاۃ)

جج کو چاہیے کہ ایسی صورت حال میں مجرم کو معاف کردے۔ اگر سزایافتہ مجرم نے کوئی ایسا کام کیا جس کا تعلق جج کی ذات کے ساتھ نہیں اور واقعی قابل تعزیر جرم ہے تو پھر کوئی دوسری عدالت اس کو مناسب تعزیری سزادے

فیصلہ کی توہین:

فیصلہ اگر غیر شرعی ہے تو پھر فیصلہ کی توہین کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا موجودہ عدالتی نظام سارا وضعی قانون کے مطابق ہے شرعی قانون کے مطابق فیصلے نہیں ہوتے اس غیر شرعی عدالتی نظام پر تنقید اور اس کو برا بھلا کہنا توہین نہیں بلکہ کلمہ حق کی آواز اٹھانا ہے اور یہ بڑا جہاد ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ

ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون جو کوئی حکم نہ کرے اس کے موافق جو اللہ نے اتارا ہو وہی لوگ ہیں کافر۔ پھر مذکور ہے فاولئک ھم الظالمون سو وہی لوگ ہیں ظالم۔ پھر فرمایا فاولئک ھم الفسقون۔ سو وہی لوگ ہیں نافرمان (المائدۃ) اگر جج غیر شرعی حکم کو قصداً شرعی حکم بتلاکر فیصلہ کرے پھر تو جج واقعی کافر، ظالم اور فاسق ہے اگر غیر شرعی حکم کو شرعی تو نہیں بتلاتا لیکن مجبوراً غیر شرعی قانون کے مطابق غیر شرعی فیصلے کرتا ہے تو کافر نہیں لیکن پھر بھی ان تین آیات کے ظاہر پر غور کرے بڑی سخت وعید ہے جن غیر شرعی عدالتی نظام پر اللہ کی طرف سے اتنی سخت وعید اور دھمکی ہے ان کو کیسے یہ حق حاصل ہے کہ اس نظام جج اور فیصلوں پر بے جا اور بجا تنقید کو توہین عدالت کا نام دیں اور پھر سزا بھی دیں بلکہ ایسے غیر شرعی عدالتی نظام سے متعلقہ قابل تعزیر ہیں یہ تو الٹا چور کوتوال کو ڈانٹ رہا ہے۔ اس لئے غیر شرعی عدالتی نظام میں توہین عدالت کے قانون کا وجود زیادتی پر زیادتی ہے یہ چوری اور سینہ زوری ہے ان کو چاہیے کہ پہلے عدالتی نظام کو شرعی بنائیں پھر توہین عدالت کی سوچیں، بلکہ میرے خیال میں توہین عدالت کا قانون موجودہ غیر شرعی عدالتی نظام کے نفاذ اور بقا کے لئے ایک لٹکتی تلوار ہے خبردار کہ اس نظام کے خلاف کسی نے زبان کھولی۔ ہر شخص مجبوراً اس نظام کے فیصلوں کو قبول کر رہا ہے۔ توہین عدالت کے قانون نے لوگوں کے افعال اور اقوال پر پابندی لگادی حالانکہ شرعی عدالتی نظام میں بھی صحیح تعمیری تنقید جائز ہے قاضی شریح کی عدالت میں حضرت علیؓ جب اپنے ذاتی کیس کے لئے پیش ہوئے تو وہ احتراماً کھڑے ہوگئے حضرت علیؓ نے فرمایا یہ آپ کی پہلی غلطی ہے عدالت دو فریق کے ساتھ یکساں سلوک کرے گی۔ کیا حضرت علیؓ نے عدالت کی توہین کردی۔ بلکہ قاضی کی اصلاح کردی۔ اگر جج کے فیصلہ میں کوئی غلطی اور چوک ہو تو اس کی اصلاح اور تنقید جائز ہے صحیح جائز اور تعمیری تنقید پر پابندی تو امر بالمعروف اور نھی عن المنکر کے نظام کو ختم کرنا ہے کیا جج فرشتہ ہے یا نبی اور رسول کی طرح معصوم ہے یا صحابہ کرام اور اولیاء کرام کی طرح

گناہ سے محفوظ ہے حضورؐ تو فرماتے ہیں کلکم خطاء ون تم سب خطا کار ہو۔ کلکم آثمون نہیں فرمایا کہ تم سب گنہگار ہو۔ جب خطا اور غلطی کا امکان موجود ہے اور اس کے ساتھ فیصلہ غیر شرعی بھی ہو تو پھر اس کے لئے قانون توہین عدالت موجودہ ججوں کو فرشتے اور ان کے فیصلوں کو صحیفہ آسمانی ہی بتلایا اور باور کرانا ہے افسوس انتہائی بے دینی کی وجہ سے نام نہاد دانشوروں کی عقلوں پر دبیز پردے پڑ گئے ہیں موٹی موٹی عقلی باتیں بھی سمجھ میں نہیں آتیں۔ اگر فیصلہ شرعی ہے تو مومن کی شان یہ ہے کہ اس کو دل و جان سے قبول کر لے۔ ارشاد باری ہے فلا وربك لا یومنون حتی یحکموك فیما شجر بینهم ثم لایجدوا فی انفسهم حرجاً مما قضیت ویسلموا تسلیماً۔ سو قسم ہے تیرے رب کی وہ مومن نہ ہوں گے یہاں تک کہ تجھ کو ہی منصف جانیں اس جھگڑے میں جو ان میں اٹھے پھر نہ پاویں اپنے جی میں تنگی تیرے فیصلے سے اور قبول کریں خوشی سے۔ (النساء)

آیت سے معلوم ہوا کہ شرعی فیصلوں کو دل سے قبول نہ کرنا بے ایمانی کی علامت ہے طبعی ناگواری الگ چیز ہے یہ طبعی ناگواری ایمان کے منافی ہیں اگر کوئی سزا یافتہ شرعی فیصلہ کو نہ مانے تو قوت نافذہ زبردستی منوائے گی اگر وہ مزید خلاف ورزی کرے تو اسکو مزید سزا دی جائے۔

شرعی عدالتی نظام اور تنقید:

جیسا کہ عرض کیا صحیح جائز تنقید جائز ہے اسی طرح عدالتی نظام سے شکوہ بھی جائز ہے عبدالکریم زیدان نظام القضاء میں لکھتے ہیں أجاز الفقهاء التشکی من القضاة ۔ فقہا نے قاضیوں کے خلاف شکوہ شکایت کی اجازت دی ہے یہ شکوہ امیر المومنین کے پاس جائے گا وہ تحقیقات کرائے گا اگر شکوہ ایسا تھا جس سے قاضی کی صلاحیت قضاء صحیح نہیں رہتی تو بادشاہ اس کو معزول کر دے۔ لکھتے ہیں کہ اس شکوہ شکایت کے لئے نظام ہونا چاہیے تاکہ لوگ شکوہ شکایت آسانی کے ساتھ کر سکیں اور اگر کسی کا مقصد شکوہ نہیں ویسے ہی شرعی نظام کو نقصان پہنچانا ہو تو پھر مناسب سزا دی جاسکتی ہے تاکہ نظام میں خلل نہ آئے (ص ۸۱-۸۲) امام ترمذی نے حدیث نقل کی ہے کہ حضرت زبیرؓ اور ایک انصاری کا اپنے کھیت کو سیراب کرنے کا جھگڑا ہوا۔ دونوں حضورؐ کے پاس فیصلہ لائے حضورؐ نے حضرت زبیرؓ سے فرمایا اسق یا زبیر ثم الانصاری زبیر پہلے تم سیراب کرو پھر انصاری۔ انصاری نے کہا إنه لابن عمتك یارسول اللہ وہ آپ کی پھوپھی کا بیٹا ہے۔ حضورؐ کو غصہ آیا اور فرمایا یا زبیر اجره علی بطنه حتی یبلغ المأ الی الکعبین ۔ اے زبیر پانی کو اس کے پیٹ پر آنے دو یہاں تک کہ ٹخنوں تک چڑھ جائے۔ الماوری فرماتے ہیں وانما قال اجره علی بطنه ادباله لجرأته علیه حضورؐ نے اجره علی بطنه اس کی جسارت کی وجہ سے تادیباً فرمایا (ص ۷۷) انصاری کو جب حضورؐ کے فیصلہ پر غصہ آیا اور ناگواری کا اظہار کیا تو حضورؐ اس کو زجراً اور تادیباً یہ جملہ سنایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ فیصلہ کی توہین کی وجہ سے قاضی تعزیری سزا دے سکتا ہے اس واقعہ پر اشکال وارد ہوتا ہے توہین عدالت کے اس کیس میں حضورؐ خود قاضی اور عدالت بن گئے حالانکہ اس مضمون میں گزر چکا کہ ایسے مجرم کے لئے فیصلہ کوئی اور

عدالت سنائے گی اس لئے کہ یہ جج اور عدالت فریق بن جاتے ہیں۔اس کا جواب یہ ہے کہ حضور ﷺ سے اس وقت نہ کوئی بڑا قاضی موجود تھا اور نہ کسی عدالت عالیہ کا تصور تھا دوسرا جواب ہے کہ حضور کی طرح مبنی پر انصاف فیصلہ آپ کے علاوہ کوئی نہیں کرسکتا تھا اسلئے آپ نے خود ہی یہ تعزیری جملہ استعمال کیا۔تیسرا جواب یہ ہے کہ حضور جیسی معصوم اور پاک ہستی سے فیصلہ کے وقت ذاتی انتقام کی توقع رکھنا ایمان کا زیاں ہے اس ذاتی انتقام کے نہ ہونے کی وجہ سے آپؐ نے خود ہی تعزیراً ایسا کہا چوتھا جواب یہ ہے کہ آپ کی تشریعی حیثیت بھی ہے جو قول و فعل شان نبوت کے خلاف نہیں ہوتا اس کو خود ہی ادا کرتے ہیں تاکہ امت کے لئے پیروی کا راستہ بتلادیں۔

علمأ، خطبأ، طلبأ اور عام مسلمانوں کے لئے عظیم الشان

خوشخبری

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے خطبات وافادات کا عظیم الشان مجموعہ علم وحکمت

دعوات حق (مکمل دو جلدوں میں)

مرتبہ مولانا سمیع الحق مدظلہ، مہتمم دارالعلوم حقانیہ

نایاب ہونے کے بعد اب سہ بارہ شائع ہوگئی ہے۔آج ہی حاصل کیجئے
ورنہ اسکی نایابی پر ایک بار پھر افسوس کرنا پڑے گا۔

دعوات حق: ایک ایسا گنجینہ جسے اہل علم خطبأ واعظین اور تعلیم یافتہ طبقہ نے ہاتھوں ہاتھ لیا اور قومی وملی پریس نے سراہا۔جو ہر خطیب واعظ مقرر کے لئے پکی پکائی روٹی کا کام دیتا ہے جو رشد وہدایت احسان وسلوک کے متلاشیوں کیلئے شیخ کامل کا کام دیتا ہے۔ **دعوات حق:** دین شریعت اخلاق ومعاشرت علم وعمل عروج وزوال نبوت ورسالت شریعت وطریقت کے ہر ہر پہلو کو سمیٹے ہوئے ہے۔ **دعوات حق:** شیخ الحدیث محدث ومجاہد کبیر مولانا عبدالحقؒ کی عام فہم اور دردوسوز میں ڈوبی ہوئی گفتگو اور خطابت کا ایسا مجموعہ ہے جو دلوں میں اتر کر یقین کو بیدار کرکے اصلاحی وایمانی انقلاب برپا کردیتا ہے۔

فضلأ، علمأ، طلبأ اور اہل مدارس کیلئے خاص رعایت ہوگی

صفحات جلد اول: ٦٧٢، قیمت ٢١٠ روپے، صفحات جلد دوم ٥٠٢، قیمت ١٦٥

موتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ پشاور